© rasailojaraid.com

عربی کی مستند کتبِ لغت کے بعض لطیف مسامح

جناب سید اختر علی صاحب تلہری

قاموس اللغات و منتہی الادب بہت ہی متداول و مشہور عربی کی کتب لغات میں سے ہیں۔ اُن کے دو لطیف مگر سنگین مسامحوں کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

"خور" مادہ کے تحت قاموس و منتہی الادب رقم طراز ہیں۔

"الخور وادورا برجیل" "خور" "برجیل" کے عقب میں ایک وادی ہے۔

اب حقیقت حال ملاحظہ ہو۔

"خور" "غور" کے وزن پر مقامِ نجد میں ایک موضع کا نام ہے۔ حمید بن ثور الہلالی نے اپنے ایک شعر میں اس کا ذکر کیا ہے۔

سقی السروۃ المحلال ما بین زابن
الی الخور وسمی الیقول المدیم

پہلی لگاتار ہلکی بارش نے "زابن" سے خور کے درمیانی مقام "سروہ محلال" یک سیراب کر دیا یا اس قسم کی بارش ان مقامات کو سیراب کرے۔

عالم متبحر شارحِ زیارتِ عاشور نے شفاء الصدور میں فاضلِ دوراں سید علی خاں رح سے ادوی کا یہ قول نقل کیا ہے۔

"الخورُ وادٍ وذا ابن جبلٌ" خور ایک وادی ہے اور زابن ایک پہاڑ ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اب لطف کی بات یہ ہے کہ مذکورۂ بالا محققینِ لغت نے اودی کے متذکرہ قول کو غلط پڑھ لیا۔ اور اودی کے اس قول "الخود وادِ وزابن جبل" نے نقشہ بالکل ہی بگاڑ ڈالا اور اس لطیف عمل تصحیف "وزابن جبل" "زابن" ایک پہاڑ ہے کو بالکل ہی پیوند زمین کر دیا۔

"زائے" معجمہ نقطہ دار کو "رائے مہملہ غیر نقطہ دار "را" بنالیا۔ اس پُر لطف مسخ کے عمل کے بعد "وزابن" کا پہلا ٹکڑا "وزا" "ورا" عقب کے معنی رکھنے والا بن گیا۔ اب "وزابن" کا دوسرا ٹکڑا رہ گیا یعنی "بن" اس کو ملا دیا "جبل" سے اور "با" کو "را" پڑھ لیا اور اس لطیف عمل جراحی کے بعد "خور" نے مفروضہ "برجیل" کے عقب میں ایک "وادی" کی شکل اختیار کر لی۔

مذکورۂ بالا باریک نظر دقیقہ سنج لغت کاروں "لغات کی چھان بین کرنے والوں کی اس تحقیق انیق کی جتنی بھی داد دی جائے کم ہے۔

اب ان لغت کاروں کی دوسری لطیف تصحیف کی سرگذشت سنئے۔

اس تصحیف میں صاحب صُراح بھی شریک ہو گئے ہیں۔ صُراح نہایت ہی مستند سمجھی جاتی ہے اور وہ صاحب قاموس سے بہت مقدم ہیں۔ صراح چھ سو اکیاسی ہجری میں پایۂ تکمیل کو پہنچی اور صاحبِ قاموس نے آٹھویں صدی ہجری میں عالمِ وجود میں قدم رکھا اور نویں صدی ہجری میں انتقال فرمایا۔

اب اس لطیف تصحیف کی سرگزشت سنئے۔

مذکورۂ صدر رشنا درانِ تلازمِ لغات کا ارشاد ہے۔

"دقاقیس بن صعصعہ بن ابی الخزیف محدث" قاقیس بن صعصعہ بن ابی الخزیف ایک محدث ہیں۔ لیکن صورت حال یہ ہے کہ علامہ ذہبی نے کتاب مشتبہ الانساب میں لفظ خزیف پر روشنی ڈالتے ہوئے مندرجۂ ذیل عبارت لکھی ہے۔

"عبداللہ بن ربیعۃ السوامی تابعی یکنی ابا الخزیف بفتح الخاء المعجمۃ ضبطہ الدولابی وخالفہ ابن الجارود فاعجمہا وبمعجمۃ وفاقًا" عبداللہ بن ربیعۃ السوامی تابعی ہیں اُن کی کنیت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابی الحزیف ہے۔ اب "حزیف" حاے مہملہ غیر نقطہ دار ہے۔ یا حاے معجمہ نقطہ دار ہے" دولابی "کے نزدیک حا مہملہ ہے لیکن ابن الجارود کے نزدیک حاے معجمہ نقطہ دار یعنی "خا" ہے مگر اس کے بعد بالاتفاق "راے معجمہ" نقطہ دار ہے یعنی "زا" ہے۔ ان بھاری بھرکم لغت کاروں نے علامہ ذہبی کی منقولہ بالا عبارت کو خاصے ترچھے زاویہ سے پڑھ لیا۔ علامہ ذہبی "بمعجمہ وفاقًا" کے الفاظ کے فوراً بعد ہی قیس بن صعصعہ بن ابی الحزیف کا ذکر کیا ہے۔ اب "وفاقًا" کو ترچھے زاویہ سے پڑھنے کا لطیف نتیجہ ملاحظہ فرمائیے۔ جب "وفاقًا" کے دو ٹکڑے کر لیے گئے یعنی ایک ٹکڑا تو "وفا" بنایا گیا یعنی حرف "فا" اب رہ گیا دوسرا ٹکڑا یعنی "قا"۔ اس سے بعد کے لفظ کی تاج پوشی کر دی گئی اور اس پُر لطف طریقہ سے "قاقیس" نامی ایک خیالی شخصیت کا محدثین کی فہرست میں اضافہ ہوگیا۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ محدثین کے اسمائے گرامی کی طولانی فہرست اس "قاقیس" بیچارے میں نفخ روح جان ڈالنے سے بالکل ہی انکاری ہے۔ کافی تلاش و جستجو کے بعد بھی یہ نام فہرستِ محدثین میں نہیں ملا۔

حیرت ہے کہ تاج العروس شرح قاموس کی چوتھی جلد میں صفحہ ۲۲۰ مطبوعہ مصر میں لفظ "قوقس" کی معانی کی تفصیل موجود ہے مگر نہیں ہے تو اس لطیف تحریف کی تصحیح۔ حالانکہ تاج العروس کے متعلق استاذی مولانا اعزاز علی مغفور کی یہ رائے تھی کہ قاموس کی تحقیقات اس وقت تک قابل اعتماد نہیں ہے جب تک کہ تاج العروس سے اس کی تائید نہ حاصل کر لی جائے۔

"المنجد" جدید دور کی عربی لغات میں بہت ہی مستند لغت ہے۔ اس میں "قاقیس" کا ذکر نہیں ہے۔ اس سے بھی لفظ "قاقیس" کے بارے میں میرے خیال کی توثیق ہوتی ہے۔

اعلان

پاکستان سے تبادلہ کے رسائل۔ اخبارات نہیں آرہے ہیں۔ اس لئے ہم نے تبادلہ کے سردست ملتوی کردئے۔

(مینجر)

© rasailojaraid.com